مُندرجہ ذیل عبارت کو پڑھنے کے بعد نیچے دیے گئے سوالات کے جوابات لکھیں۔

A

بارش کے بعد موسم خوش گوار ہوا تو میں نے بھی چاہا کہ موسم سے لُطف اُٹھانے کے لیے باہر کا ایک چکر لگا لوں۔ ابھی میں نے گھر کے دروازے سے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ ایسا پھسلا کہ پھسلتا ہی چلا گیا اور سڑک پر کھڑے پانی میں جا کر دم لیا۔ سب میری آواز سن کر باہر نکل آئے۔ اماں بولیں میں نے اِس کام والی سے کہا تھا کہ پانی صاف کر دو لیکن اُس نے میری ایک نہ سنی۔" میں کیچڑ اور پانی سے لتھڑا پانی میں کھڑا تھا، "بھیا! اللہ نے آنکھیں کس لیے دی ہیں۔" ابو نے بھی اپنا فرض ادا کر دیا۔ اپنے پیاروں کی اِن باتوں نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ قصور میری آنکھوں کا تھا یا کام کرنے والی کا، بارش کا تھا یا سڑک پر رُکے پانی کا۔ قصور کسی کا بھی نہیں تھا۔ قصور میرا اپنا ہی تھا۔ مجھے تیار ہو کر باہر جانا چاہیے تھا۔ تیاری سے مراد پینٹ کوٹ ٹائی پہن کر نہیں بلکہ موسم کے مطابق تیار ہونے سے ہے۔ مجھے پتا ہونا چاہیے تھا کہ رات سے بارش ہو رہی ہے اس لیے باہر پانی بھی کھڑا ہو گا اور پھسلن بھی ہو گی۔ وہ چپل باہر نہیں چلے گی جو میں گھر میں پہن کر بیٹھا ہوں۔ بارش والے جوتے نہ سہی کم از کم جو گر پہن کر باہر نکلنا چاہیے تھا۔ بارش کے بعد اکثر کیڑے مکوڑے بھی نکل آتے ہیں اس لیے بھی ضروری تھا کہ میں اپنے پیروں کو ڈھک کر باہر نکلتا۔

B

افسوس! میں یہ سب کچھ نہیں کر سکتا تھا کیوں کہ ہم ایسے ہی ہیں اردگرد پھیلے ہوئے خطرات سے بے خبر۔ اگر بے خبر نہیں تو ہمیں اُن کی سنجیدگی کا احساس نہیں۔ اگر احساس ہے تو اُن سے بچاؤ کا کوئی اہتمام نہیں۔

مجھے لگتا ہے جیسے ہم خطروں میں رہنے کے عادی تو ہو ہی گئے تھے، بے حس بھی ہوتے جا رہے ہیں۔ روز ایک سے بڑھ کر ایک خطرہ ہمارے دروازے پر دستک دیتا ہے لیکن ہم نے اُس سے بچنے کا بندوبست تو کیا کرنا کچھ ہی دیر میں اُسے بھُلا ہی دیتے ہیں۔ مثلاً بچے گلیوں میں سائیکل چلاتے پھرتے ہیں۔ کیا کبھی انھیں سائیکل دینے والوں نے سوچا کہ جہاں وہ سائیکل چلا رہے ہیں وہ جگہ کتنی محفوظ ہے۔ کیا اُن کا لباس ایسا ہے کہ اگر وہ گر جائیں تو اُن کی ٹانگوں پر نسبتاً کم چوٹ لگے۔ ایک دن میں نے بہت سے کم عمر جوانوں کو سڑک پر تیز ٹریفک میں موٹر سائیکل چلاتے دیکھا تو میرا دل دہل گیا۔ "اللہ! کیا ان بچوں کو کوئی نہیں روک سکتا، یہ کیا کیا حرکتیں کر رہے ہیں اور کیا اِن کی عمر موٹر سائیکل چلانے کی ہے۔ کچھ ایسے ہی خیالات کے ساتھ میں نے ایک بچے سے کہا، "بیٹا! یہ آپ کی عمر تو نہیں کہ آپ موٹر سائیکل چلائیں۔ خدا نہ کرے اگر کچھ ہو گیا تو۔" اُس بچے نے ہنستے ہوئے جواب دیا، "زندگی اور موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔"

C

میرے پاس ہی ایک شخص کھڑا تھا جس کی ٹانگ پر موٹی سی پٹی بندھی تھی۔ بچے کی بات سُن کر وہ بولا، "بیٹا یہ تو ٹھیک ہے لیکن اپاہج بن کر زندگی گزارنا بہت مشکل ہے۔ میں بھی اسی طرح دوستوں کے ساتھ باہر نکلا تھا اور موٹر سائیکل پھسل گئی تھی۔ میری ٹانگ کے چار آپریشن ہو چکے ہیں لیکن ابھی بھی ٹھیک نہیں ہوئی۔ ضروری نہیں کہ ہم کسی دکھ یا درد کی اہمیت اُس وقت جانیں جب ہم خود اُس میں گھِر جائیں۔"

روز ہی حکومت کی طرف سے اشتہار آتا ہے کہ ہیلمنٹ پہنیں۔ لیکن سڑکوں پر کتنے لوگ ہیں جو ہیلمنٹ پہن کر نکلتے ہیں۔ وجہ کیا ہے؟ شاید ہمارا یہ یقین کہ جو دوسروں کے ساتھ ہو سکتا ہے وہ ہمارے ساتھ نہیں ہو سکتا۔

ہم گھر میں جراثیم کُش صابن اور لوشن تو لے آتے ہیں لیکن ہمیں ہر کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا، روز نہانا اور دن میں کم از کم دو وقت دانت صاف کرنا یاد نہیں رہتا۔ موسیقی ہماری زندگی کا حصہ بن چکی ہے۔ جب سے ہیڈ فون آئے ہیں بچہ بچہ کانوں کو لگائے بیٹھا ہوتا ہے۔ کیا اِن بچوں کو پتا ہے کہ اونچی آواز کانوں کے لیے کتنی نقصان دہ ہے۔ یہ آواز انھیں زندگی بھر کے لیے بہرا کر سکتی ہے۔ کمپیوٹر ضروری ہے لیکن یہ ضروری تو نہیں کہ ہم سارا دن کمپیوٹر کھیلیں کھیلتے رہیں۔ ڈاکٹرز کہتے ہیں کہ بچوں کو آدھ گھنٹے سے زیادہ کمپیوٹر استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

D

اور یہ کہ ہم انٹرنیٹ کے خطرات سے کس حد تک آگاہ۔ اگر آگاہ ہیں تو ہم اس طرف توجہ ہی نہیں دیتے۔ کہ ہم ویب سائیٹس کے ذریعے نا صرف اپنے بارے میں دوسروں کو معلومات فراہم کرتے ہیں بلکہ اپنے کمپیوٹر میں طرح طرح کے وائرسز کو بھی دعوت دے رہے ہوتے ہیں۔ جو کسی وقت بھی ہمارے کمپیوٹر کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ جرائم پیشہ لوگ کمپیوٹر کے ذریعے معلومات لے کر کسی وقت بھی ہمارے لیے خطرے کا باعث بن سکتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم صرف وہ ویب سائیٹس کھولیں جو ہمارے ماں باپ یا اساتذہ کہیں۔

ہمیں اسپتالوں میں یا ڈاکٹرز کے پاس تو جانا ہی پڑتا ہے۔ ہمیں پتا ہونا چاہیے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں بیماریوں کے جراثیم وافر مقدار میں موجود ہیں۔ اس لیے یہاں ہم چیزوں کو چھونے سے باز رہیں اگر چھو لیں تو فوراً گھر آ کر ہاتھ دھوئیں۔

حال ہی میں ایک رپورٹ نے میرے تو جسم کا خون ہی خشک کر دیا کہ کچھ ایسی فیکٹریاں پکڑی گئی ہیں جہاں مُردہ جانوروں کی چربی سے گھی بنایا جاتا تھا اور یہ گھی ہمارے ہوٹلوں میں اور کھانے پینے کی دکانوں کے کھانوں میں استعمال ہوتا تھا۔

ہمیں گھر کا پکا کھانا اچھا نہیں لگتا اور باہر کے کھانے بہت اچھے لگتے ہیں۔ باہر کی نمکو، ٹافیاں، چاکلیٹ، دہی بھلے، سموسے، پکوڑے اور نہ جانے کیا کیا۔ ہم جانتے ہی نہیں کہ یہ کتنی غلاظتوں سے بھرے ہوتے ہیں۔

اُف ذرا سوچیں ہمارے ارد گرد کتنے خطرات موجود ہیں، جن کا ہمیں یا تو احساس نہیں یا پھر ہم اُنھیں نظر انداز کر دیتے ہیں۔

سوال نمبر 7-15

نیچے دیے گئے جملوں (7-15) کو غور سے پڑھئے۔ اس پیراگراف (A-D) پر نشان لگایئے جس میں یہ بات بیان کی گئی ہے۔ کس پیراگراف میں بتایا گیا ہے کہ

مثال: ہم خطروں میں رہنے کے عادی ہو گئے ہیں۔

A		B	✓	C		D	

7 موٹر سائیکل چلاتے ہوئے ہیلمنٹ پہننا ضروری ہے۔

A		B		C		D	

8 ہمیں باہر کے کھانوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔

A		B		C		D	

9 اماں کے خیال میں میرے پھسلنے کی وجہ یہ تھی کہ کام والی نے صفائی ٹھیک نہیں کی تھی۔

A		B		C		D	

10 ہم اپنے ارد گرد پھیلے خطرات سے بے خبر رہتے ہیں۔

A		B		C		D	

11 ہمیں کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے چاہئیں۔

A		B		C		D	

12 بچے صرف وہ ویب سائٹس کھولیں جو اُن کے ماں باپ اور اساتذہ کہیں۔

A		B		C		D	

13 پانی میں پھسلنے کی وجہ میرے غیر موزوں جوتے تھے۔

A			B			C			D

14 ہم خطرات سے بچاؤ کا اہتمام تک نہیں کرتے۔

A			B			C			D

15 ہمارے ہاں کم عمر جوان بھی موٹر سائیکل چلا رہے ہوتے ہیں۔

A			B			C			D

(کل نمبر:9)

CONTACT
اگر آپ تدریس کے حوالے سے مجھ سے رہنمائی چاہتے ہیں تو رابطہ کیجیے۔
waiqbal@gmail.com
+92-03214208831